نمبر ۸۳۵ رجسٹرڈ ایل

اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ عَسٰۤی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

غلام احمد قادیانی ۱۳۰۰ الہام

تار کا پتہ الفضل قادیان بٹالہ

THE ALFAZL

QADIAN

ایڈیٹر غلام نبی

اخبار ہفتہ میں تین بار

الفضل قادیان

قیمت سالانہ پیشگی ۶ عہ ششماہی ۳/۸ سہ ماہی [illegible] بیرون ہند [illegible]

جماعت احمدیہ کا مسلمہ آرگن جسے ۱۹۱۳ء میں حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب خلیفۃ المسیح ثانی نے اپنی ادارت میں جاری فرمایا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جلد ۱۲ | مطابق ۳۰ ذی الحجہ سنہ ۱۳۴۲ھ | یوم شنبہ | مورخہ ۲ اگست سنہ ۱۹۲۴ء | نمبر (۱۰)

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ مع خدام بخیریت پورٹ سعید پہنچ گئے

پورٹ سعید سے قادیان میں صرف آٹھ گھنٹہ میں خبر پہنچی

جناب مولوی رحیم بخش صاحب ایم اے کا حسب ذیل تار جناب مولانا مولوی شیر علی صاحب کو موصول ہوا ہے یہ تار ۲۹ جولائی ۱۰ بجے پورٹ سعید سے چلا اسی دن ۵ بجے بٹالہ پہنچا۔ اور خاص آدمی لے کر قادیان آ گیا،

"حضرت خلیفۃ المسیح اور حضور کے خدام بخیریت پورٹ سعید پہنچ گئے ہیں۔ الحمد للہ) ٹیچنگز آف اسلام" اور "ترجمۃ القرآن انگریزی پارہ اول" اور "اسلام اور دیگر مذاہب" کی دو دو سو جلدیں بذریعہ ڈاک لنڈن بھجوا دیں۔ اور اگر رسالہ احمدؑ مصنفہ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ مدراس سے آ گیا ہو۔ تو اس کی بھی تین سو جلدیں بذریعہ ڈاک لنڈن بھجدیں۔ ورنہ سکرٹری صاحب جماعت احمدیہ بمبئی کے ذریعہ بھیجنے کا انتظام فرما دیں۔" رحیم بخش

مدینۃ المسیح

حضرت اُم المومنین رضی اللہ عنہا بخیریت ہیں

سیدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہ کے گلے پر جو اپریشن ہوا تھا اس زخم کو اب خدا کے فضل سے بالکل آرام ہے۔ ٹانکے نکال دیئے گئے ہیں اور زخم مندمل ہو چکا ہے۔ الحمد للہ

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ کے ہر سہ گھروں میں خیریت ہے حرم ثانی کی طبیعت کچھ ناساز ہو گئی تھی۔ مگر اب آرام ہے۔

حضرت صاحبزادہ میاں بشیر احمد صاحب اور آپکا سارا خاندان بفضل خدا خیریت سے ہے۔

حضرت نواب محمد علیخان صاحب تا حال یہیں ہیں۔ ایک دو روز میں مالیر کوٹلہ جانے والے ہیں لیکن انشاء اللہ جلد واپس تشریف لے آئینگے

حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ کے خاندان میں بھی خیریت ہے

چند روز سے روزانہ ابر محیط رہتا ہے۔ بارش بھی اچھی ہو گئی ہے۔ اور قادیان کے اردگرد کی ڈھاب بھر گئی ہے۔

نظم

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کو الوداع

(از جناب منشی قاسم علی صاحب قادیانی رامپوری)

یہ نظم ۱۳ر جولائی ۱۹۲۴ء کو دہلی اسٹیشن پر حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کے حضور پیش کی گئی

مرحبا اے رہ محبوب میں جانیوالے
آفریں اسے پئے دیں عیش لٹانیوالے
حبذا اے غم عشق اٹھانے والے
لاکھ تحسین غم اسلام کے کھانے والے

ہو مبارک تمہیں آقا یہ سفر یورپ کا
شمس عالم کا بنو اور قمر یورپ کا

تیرا مرکب ہو وہ اک خاص خدا کی رحمت
تیرے قدموں سے زمیں پائے فلک پر رفعت
کہ عناں فتح ہو جس کی تو رکابیں نصرت
مہر بنجائے تیری دید سے چشم حیرت

تجھ سے وہ روشنی نام محمدؐ ہو جائے
لوٹ کر آئے تو محمودؓ سے احمدؑ ہو جائے

اب محمدؐ کے چمن میں ہے تو ہی یکتا گل
آمد آمد کی خبر تیری عیاں تھی جزو کل
تو وہ محمود ہے محبوب خدا فخر رسل
حسن کا تھا کہیں چرچا کہیں احسان کا غل

حمد اللہ کہ آں مہر و وفا آمدہ است
او نہ آمد بخدا لطف خدا آمدہ است

تیری پابوسی کو رہتا تھا سمندر بیتاب
تپش شوق سے دریا میں تھی ماہی بے آب
گوہر صیرہ صدف کو ہی ہوا تھا نایاب
کیوں نہ اٹھ اٹھ کے سلامی ہو تیرے تیغ حباب

راہ تکتی تھی ہر اک آنکھ بشوق محمودؓ
شکر ہے آئے بشیر ابن مسیح موعودؑ

ساتھ ہیں تیرے جلو میں یہ اصحاب نبی
نہ غرض نام و نمود انکی نہ ہے خوش لقبی
کچھ بھی درکار نہیں جن کو بجز حق طلبی
معتدل ان کی ہیں کیفیتیں شہوی غضبی

یہ جو پروانے ہیں سب نور خدا کے جویا
ہندی فانوس میں تو شمع عرب ہے گویا

باغ توحید کی وہ تو نے نگہبانی کی
بعد فاروق خلافت وہی لاثانی کی
بھیڑیئے بھیڑیں بنے اسطرح چوپانی کی
شرک و بدعت کی ہر اک شے میں ویرانی کی

کفر کی نیند کے سوتوں کو جگایا تو نے
قوم کیا گویا مسیحا کو جلایا تو نے

ہے پئے دیں گھر سے چلا جنگ مقدس کیلئے
جان شبیر ہیں گو کیا تیغ اسی رس کیلئے
یہ ترا عزم غزا مذہب کے کس کیلئے
خادم دیں تو بنا ہر کس و ناکس کیلئے

تیرا ہر عزم محمدؐ کے مراد فا ہو جائے
ہر ہوا تیرے مخالف کی مخالف ہو جائے

بعد احمدؑ کیا اللہ نے جب تجھ کو امام
خبث باطن کا پتہ دیتے ہیں اسکے دشنام
حسد و بغض کی دوزخ میں گرا دو پیام
ابتدا بد ہے تو کس طرح نہ ہو بد انجام

یہ عذاب اس سے ابد تک نہ کبھی کم ہوگا
عمر بھر اب یہی شیطان کو ماتم ہوگا

تیرے خدام یہاں خوش بھی ہیں رنجور بھی ہیں
کچھ حضوری میں ہیں نزدیک تو کچھ دور بھی ہیں
تیری الفت میں ہیں ہوشیار تو کچھ چور بھی ہیں
مستعد آگے تو کچھ پیچھے یہ معذور بھی ہیں

تیری مقبول دعا سب کو مگر یاد رکھے
تاکہ ہر لحظہ تیری یاد ہمیں شاد رکھے

اے خدا آقا میرا فاتح و منصور آئے
جس جگہ جائے یہ پھیلا کے تیرا نور آئے
تیرے فضلوں کے خزائن سے یہ معمور آئے
جو تماشائی بھی اس کا ہو تو مسرور آئے

قادیانی کے عمل دیکھ نہ اس کی زشتی
اپنے محمودؓ کی تو پار لگا نا کشتی

بمبئی میں حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کا ورود اور روانگی

جہاز پر سوار ہونے اور جہاز کے روانہ ہونے کا نظارہ

آقا اور خدام کی بیقراری کا منظر

چونکہ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کے بمبئی پہنچنے پر جہازی سفر کی تیاری کے لئے نہایت ہی قلیل وقت تھا۔ اسلئے حضور کے وہاں تک پہنچنے اور پھر وہاں سے روانہ ہونے کی مفصل اطلاع اس سفر کے رپورٹر جناب شیخ یعقوب علی صاحب نہ بھیج سکے۔ اور پھر بحری سفر کی وجہ سے تاحال نہیں پہنچ سکی وہ حالات جب پہنچینگے اسوقت شائع کئے جائینگے۔ فی الحال وہ اطلاع درج کی جاتی ہے جو برادر نثار احمد صاحب نے بمبئی سے بھیجی ہے۔ احباب پڑھیں۔ اور اگر ممکن ہو تو اس بیقراری اور بے چینی کا اندازہ لگائیں۔ جو حضور کو ساحل ہند سے جدا ہونے پر ہوئی۔ اور الفت و محبت کے وہ نظارے دیکھیں جو حضور کی موجودگی کے وقت خدام نے دکھائے۔

حضرت اقدس سیدنا خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز مورخہ ۱۳ر جولائی ۱۹۲۴ء ۷ بجے شام پنجاب میل جی۔ آئی۔ پی ریلوے سے بوری بندر (وکٹوریا ٹرمینس) اسٹیشن پر اترے۔ جماعتہائے احمدیہ بمبئی۔ حیدرآباد۔ مالابار۔ پونا۔ سورت۔ ناگپور وغیرہ وغیرہ کے بہت سے احباب اپنے پاک امام کی زیارت کیلئے گاڑی کے آنے سے پہلے سٹیشن پر حاضر تھے۔ جونہی گاڑی سٹیشن پر آ کر کھڑی ہوئی۔ حضور کے خدام نے گاڑی کے دروازے کو گھیر لیا۔ ہر ایک کی یہی خواہش تھی کہ وہ حضور کی زیارت اور مصافحہ پہلے کرے اس کشاکش میں بعضوں کو دھکے پر دھکے لگ رہے تھے لیکن محبت بھی عجیب چیز ہوتی ہے۔ جو کہ انسان کو بالکل دیوانہ بنا دیتی ہے۔ اور اس کے جوش میں ہر ایک دکھ بھی ایک راحت اور ہر ایک خار ایک گل معلوم ہوتا ہے۔ ان دھکوں اور ٹھوکروں کا اسوقت کسی کو احساس نہ تھا۔ بلکہ ہر ایک شخص جوش محبت میں سرشار آگے بڑھتا۔ مصافحہ کرتا۔ اور حضور کے گلے میں پھولوں کا ہار ڈالتا جسکی یہاں تک کثرت ہوگئی کہ حضور کے ہمراہیوں میں سے بعض کو مجبوراً لوگوں کو بس کر دینے کے لئے کہنا پڑا۔ لیکن انکی کون سنتا تھا۔ ہر ایک نے اپنی اس خواہش کو پورا کیا۔ جب تمام لوگ مصافحہ سے فراغت حاصل کر چکے تو پلیٹ فارم پر ہی مجمع کا فوٹو لیا گیا۔ اسکے بعد حضور مع چار پانچ اصحاب کے موٹر پر سوار ہو کر ٹامس کک اینڈ سنز کے دفتر میں تشریف لے گئے۔ کچھ دیر وہاں ٹھیرنے کے بعد انجمن احمدیہ بمبئی کے مکان پر تشریف لائے۔ اور نماز مغرب و عشاء جمع کر کے پڑھائی۔ نماز کے بعد بمبئی کے ایک دو شیعہ جو ملاقات کے لئے آئے۔ ان کے ساتھ مسئلہ نبوت پر رات کے ۱۰ بجے تک گفتگو فرماتے رہے۔ اسکے بعد کھانا کھایا۔ اور قریباً ۱۱ بجے تک باوجود دو تین دن کے سفر کی کوفت کے تحریر میں مشغول رہے۔

صبح چار بجے سے تمام احباب اٹھ بیٹھے۔ اور سامان وغیرہ درست کرنا اور اس پر ٹکٹیں وغیرہ لگانا شروع کر دیا۔ کیونکہ جہاز نے جس کا نام ایس ایس افریقہ تھا۔ اسی روز صبح ۸ بجے چلنا تھا۔ نماز صبح سے فارغ ہوتے ہی سامان موٹر لاری پر لاد دیا گیا۔ اور حضور کے ہمراہی موٹروں اور گھوڑا گاڑیوں پر سوار ہو کر وکٹوریا ڈک پہنچ گئے کہ جہاز نے چلنا تھا اور روانہ ہونے شروع ہو گئے۔ اسوقت مالاباری جماعت نے حضور کا ایک فوٹو ملیبار ہاؤس کے مکان کے سامنے کھنچوایا۔ اسکے بعد حضور بھی موٹر پر سوار ہو کر وکٹوریا ڈک پر پہنچ گئے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الفضل

قادیان دارالامان - ۲۰ر اگست ۱۹۲۴ء

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کا سفر یورپ اور غیر مبایعین کا بغض و حسد

(نمبر ۳)

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنے سفر یورپ کی سب سے اہم اور بڑی غرض یہ بیان فرمائی ہے کہ:۔

"میں نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ مذہبی کانفرنس کی تحریک کو ایک خدائی تحریک سمجھ کر اس وقت باوجود مشکلات کے اس سفر کو اختیار کروں۔ مذہبی کانفرنس میں شمولیت کی غرض سے نہیں۔ بلکہ مغربی ممالک کی تبلیغ کے لئے ایک مستقل سکیم تجویز کرنے اور وہاں کے تفصیلی حالات سے واقف ہونے کے لئے۔ کیونکہ وہ ممالک ہی اسلام کے راستہ میں ایک دیوار ہیں۔ جس دیوار کا توڑنا ہمارا مقدم فرض ہے پس مذہبی کانفرنس کو میں جانے کا موجب نہ قرار دیتا ہوں۔ اور نہ اس کے لئے جانے کو پسند کرتا ہوں۔ ہاں یہ سمجھتا ہوں۔ کہ اس دعوت کے ذریعہ سے خدا تعالیٰ نے ہمیں ہمارا فرض یاد دلایا ہے۔"

سفر کی اس ضرورت کو حضور نے مختلف پیراؤں میں بیان فرمایا ہے۔ اور اس وضاحت اور تشریح کے ساتھ بیان فرمایا ہے۔ کہ اسلام کی محبت اور اسکی اشاعت کی خواہش رکھنے والا کوئی انسان اس کی اہمیت سے انکار نہیں کر سکتا۔ لیکن "پیغام صلح" نے اس کے متعلق جو درافشانی کی ہے۔ وہ بتاتی ہے۔ کہ جو لوگ خواہ مخواہ ہر بات کی مخالفت کرتے ہیں۔ ان کی عقل اور سمجھ پر کس طرح پردہ پڑ جاتا ہے۔

تبلیغی کام کا تجربہ کرنے کا طریق

"پیغام صلح" لکھتا ہے۔ اور کیا ہی معقول لکھتا ہے کہ:۔ "میاں صاحب جب تک خود وہاں سال دو سال رہکر تبلیغ کا کام نہ کریں۔ انہیں تبلیغ کے کام کا صحیح اندازہ نہیں ہو سکتا۔ محض فرضی مشورہ دینے والوں کا مشورہ بالکل ممکن ہے کہ غلط ہو۔ کیونکہ مشورہ دینے والے خود صاحب تجربہ نہیں۔ محض میاں صاحب کا کسی فرسٹ کلاس ہوٹل میں ٹھیرنا۔ مختلف اخباروں کے نامہ نگاروں سے ملاقات یا بعض مشاہیر سے گفتگو صرف اپنی نمائش سے زیادہ بڑھکر کوئی نفع مترتب نہیں کر سکتی۔ جب تک میاں صاحب خود وہاں تبلیغ کا کام ایک مبلغ کی حیثیت سے نہ کریں۔ کام کا تجربہ کیسے ہو سکتا ہے۔ ان کے مبلغین پھر یہی کہینگے کہ آپ تو بحیثیت خلیفہ کے آکر شوں شاں کر گئے۔ اور اپنی شان و شوکت دکھا گئے۔ کبھی ایک گمنام مبلغ کی حیثیت میں آکر کام کرو۔ تو پتہ لگے اور آٹے دال کا بھاؤ معلوم ہو پس تبلیغ کے لئے مقامی حالات کے معلوم کرنے کا یہ طریقہ نہیں۔ جو میاں صاحب نے اختیار کیا ہے کہ ایک درجن سے زیادہ اسٹاف کے آدمی لیکر خود بدولت ایک شان بے نیازی کے ساتھ یورپ تشریف لے گئے ہیں۔"

"پیغام" نے تو یہ الفاظ لکھ کر سمجھ لیا ہوگا۔ کہ بس اب امام جماعت احمدیہ کے سفر یورپ کو بے فائدہ ثابت کرنے میں کوئی کسر باقی نہیں رہی۔ لیکن اس تحریر کے لفظ لفظ سے اسقدر نادانی اور حماقت ٹپک رہی ہے۔ کہ جو ہنسی مذاق کے لئے اچھا خاصہ سامان ہے۔ اگر ایک سپاہی کمانڈر انچیف کو یہ کہہ سکتا ہے کہ جب تک آپ میرے مورچہ میں بیٹھ کر دشمن سے لڑائی نہ کریں اسوقت تک آپ کو نہ تو لڑائی کا تجربہ ہو سکتا ہے۔ اور نہ آپ کو میدان جنگ کے صحیح حالات معلوم ہو سکتے ہیں۔ تب تو کوئی مبلغ بھی حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کو کہہ سکتا ہے۔ کہ "کبھی گمنام مبلغ کی حیثیت میں آکر کام کرو۔ تو پتہ لگے"۔ لیکن اگر کوئی سپاہی یہ نہیں کہہ سکتا۔ اور آج تک کبھی کسی نے نہیں کہا تو کوئی مبلغ کس طرح کہہ سکتا ہے۔ اور کسی صحیح الدماغ انسان کو یہ خیال ہی کس طرح آسکتا ہے کہ اس طرح کہا جا سکتا ہے۔

یہ تو کبھی ہو ہی نہیں سکتا۔ کہ کسی کام کا نگران اعلیٰ ہر ایک کام کے ہر ایک جزو کو پہلے خود کرے۔ اور پھر اپنے ماتحتوں سے کرائے۔ ورنہ ماتحت کام کرنے والے اسے آٹے دال کا بھاؤ بتانا شروع کر دیں۔ کیا یہ ممکن ہے کہ ہر ایک سپاہی جس مورچہ میں۔ جس موسم میں جس وقت اور جس طرف منہ کر کے لڑے۔ اسی مورچہ میں اسی وقت اسی طرف منہ کر کے اتنی ہی دیر اور اسی موسم میں کمانڈر انچیف بھی لڑ چکا ہو۔ اگر نہیں تو کیا یہ کہا جا سکتا ہے۔ کہ جب تک کوئی کمانڈر اس طرح نہ کرے۔ اسوقت تک اسے لڑائی کا تجربہ نہیں ہو سکتا۔ اگر نہیں۔ اور یقیناً نہیں۔ تو یہ کس عقل و سمجھ کی بنا پر کہا جا سکتا ہے کہ جب تک امام جماعت احمدیہ ایک گمنام مبلغ کی حیثیت میں خود وہاں سال دو سال رہکر تبلیغ نہ کریں اسوقت تک "انہیں تبلیغ کے کام کا صحیح اندازہ نہیں ہو سکتا"۔

امیر غیر مبایعین اور تبلیغی تجربہ

یہ بات ہمارے نزدیک اور نہ صرف ہمارے نزدیک بلکہ کسی بھی صاحب فہم و فراست کے نزدیک پاگلانہ بکواس سے زیادہ وقعت نہیں رکھتی۔ لیکن کیا "پیغام صلح" جس نے یہ اصل تجویز کیا ہے بتا سکتا ہے کہ اسکے امیر جناب مولوی محمد علی صاحب نے اسوقت تک کہاں اور کب اور کتنا عرصہ ایک گمنام مبلغ کی حیثیت میں رہکر تبلیغ کا کام کیا ہے۔ اگر کہیں بھی اسطرح کام نہیں کیا۔ تو انہیں تبلیغ کے کام کا صحیح اندازہ کس طرح ہوا۔ اور تبلیغ کے کام کا تجربہ کیسے ہوا۔ لیکن اگر نہ انہیں تبلیغ کے کام کا صحیح اندازہ ہے۔ اور نہ ہی تجربہ۔ تو اسوقت تک ان مبلغین میں سے جنکی نگرانی وہ اپنا فرض سمجھتے ہیں اور جنہیں تبلیغ کے متعلق ہدایات دیتے رہتے ہیں۔ کتنوں نے انہیں لکھا ہے کہ "کبھی ایک گمنام مبلغ کی حیثیت میں آکر کام کرو۔ تو پتہ لگے۔ اور آٹے دال کا بھاؤ معلوم ہو"۔ غیر مبایعین کو آزادی اور اپنی رائے کو خواہ وہ کسی کے خلاف ہو۔ کھلم کھلا پیش کرنے کا بڑا دعویٰ ہے۔ اگرچہ اس دعویٰ کی آج تک کبھی تصدیق نہیں ہوئی۔ لیکن اب موقع ہے کہ "پیغام صلح" اپنے مقرر کردہ اصل کو پایہ ثبوت تک پہنچانے کے لئے اپنے مبلغین کی ان آزادانہ آراء کو پیش کر کے خراج تحسین حاصل کر لے جو انہوں نے اپنے امیر کو تبلیغی تجربہ نہ ہونے کی بنا پر "آٹے دال کا بھاؤ" بتانے کے لئے ظاہر کی ہوں۔

علاوہ ازیں "پیغام صلح" کو چاہیئے۔ کہ اپنی انجمن میں یہ تجویز پیش کرے۔ کہ چونکہ مولوی صاحب نے آج تک کبھی "ایک گمنام مبلغ کی حیثیت میں" کسی جگہ ایک دن بھی کام نہیں کیا۔ اور اس وجہ سے نہ انہیں تبلیغی کام کا تجربہ ہے۔ اور نہ اس کے متعلق صحیح اندازہ۔ اس لئے انہیں نہایت عزت و احترام کے ساتھ عہدہ امارت سے معزول کر کے کسی ایسی جگہ بھیج دیا جائے۔ جہاں وہ گمنامی کی حالت میں تبلیغ کے متعلق تجربہ حاصل کریں۔ اور جب تک تمام مبلغین اس امر کی تصدیق نہ کریں کہ انہیں اس کام کا پورا پورا تجربہ اور اندازہ حاصل ہو گیا ہے۔ اسوقت تک انہیں درجہ امارت پر بحال نہ کیا جائے۔ امید ہے کہ اس تجویز کے پاس ہونے میں کوئی دقت نہ پیش آئیگی۔ اور پیغام صلح بہت جلدی اعلان کر کے بتا سکیگا کہ جناب مولوی محمد علی صاحب ایک گمنام مبلغ کی حیثیت سے کام کرنے کے لئے کسی بے نام و نشان ملک کی طرف روانہ ہو گئے ہیں۔ جہاں وہ نہ کسی فرسٹ کلاس ہوٹل میں ٹھہرینگے۔ بلکہ آبادی سے دور جنگل بیابان میں بسیرا کرینگے۔ جہاں وہ نہ کسی اخبار کے نامہ نگار سے ملاقات کرینگے۔ بلکہ جاہل اور وحشی لوگوں کی صحبت میں رہینگے۔ جہاں وہ نہ مشاہیر سے ملاقات کریں گے۔ بلکہ

ان کا نام سن کر کسی جھاڑی کے نیچے چھپ جایا کریں گے تا کوئی یہ نہ کہہ سکے۔ کہ وہ شوق شان کرنے اور اپنی شان و شوکت دکھانے کے لئے شان بے نیازی کے ساتھ فلاں ملک میں تشریف لے گئے۔ اور ہوٹلوں میں رہ کر اور سیر و سیاحت کرکے واپس تشریف لے آئے ؛

ہم اس قسم کا اعلان "پیغام صلح" میں جلد سے جلد دیکھنے کے منتظر ہیں۔ لیکن اگر ہماری یہ توقع پوری نہ ہوئی اور "پیغام" نے اپنے امیر کو تبلیغ کے کام میں تجربہ کرانیکے لئے یہ طریق اختیار نہ کیا۔ تو کہنا پڑے گا۔ کہ یہ اس کی محض بے ہودہ سرائی اور لغو بیانی تھی۔ جسے وہ خود بھی نہ تو قابل عمل سمجھتا ہے۔ اور نہ قابل توجہ ؛

حضرت مسیح موعود کی پیشگوئیاں اور خواجہ کمال الدین صاحب

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالےٰ نے اس سفر کے ذریعہ حضرت مسیح موعود کی ان دو پیشگوئیوں کے پورا ہونے کی طرف بھی اشارہ فرمایا ہے۔ جن میں سے ایک تو آپ کے خلفاء میں سے کسی کے دمشق جانے کے متعلق ہے۔ اور دوسری لنڈن میں حضرت مسیح موعود کا اپنے آپ کو دیکھنے اور تقریر کرنے کے بارے میں ہے۔

ان کے متعلق "پیغام صلح" لکھتا ہے :-

"خواجہ کمال الدین صاحب کے وجود سے یہ دونوں پیشگوئیاں پوری ہو چکی ہیں"

العجب ثم العجب!! خواجہ کمال الدین صاحب کا وہ وجود جو ولایت میں احمدیت کے ذکر کو سم قاتل قرار دے چکا۔ جس نے آج تک یورپ میں کبھی حضرت مسیح موعود کو پیش نہ کیا۔ جس نے اس وقت تک کبھی اس امر کی ضرورت نہ سمجھی۔ کہ کسی یورپین کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دامن سے وابستہ کرے۔ اس کے ذریعہ آپ کی یہ رؤیا پوری ہو جس میں آپ نے سفید پرندوں کو پکڑا۔ یعنی سفید رنگ لوگوں کو اپنے سلسلہ میں داخل کیا۔ پھر اس وجود کے ذریعہ جو اس بات کا ہی منکر ہو۔ کہ حضرت مسیح موعود کا کوئی خلیفہ ہو سکتا ہے۔ اور جو خلیفۃ المسیح کا باغی اور طاغی ہے۔ اس کے ذریعہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی یہ تشریح پوری ہو۔ کہ ثم یسافر المسیح الموعود او خلیفۃ من خلفائہ الی الارض دمشق۔ کہ مسیح موعود یا اس کے خلفاء میں سے کوئی خلیفہ دمشق میں جائے گا ؛

خواجہ کمال الدین صاحب جیسے بدنام کنندہ احمدیت کو ان پیشگوئیوں سے کیا تعلق اور کیا واسطہ۔ وہ بندہ نفس جس نے صرف اس لئے کہ غیر احمدیوں کی طرف سے اسے مال و زر حاصل نہ ہو سکیگا۔ احمدیت کا ولایت میں ذکر کرنا گناہ سمجھا۔ اور اپنے آقا اور رہنما کو غیروں کے ٹکڑوں کے بدلے بیچ دیا۔ وہ حضرت مسیح موعود کا قائم مقام بنکر شہر لنڈن میں ایک ممبر پر کس منہ سے کھڑا ہو سکتا۔ اور کس طرح چھوٹے چھوٹے سفید رنگ کے پرندے پکڑ سکتا ہے ایسی صورت میں ہر ایک سمجھ سکتا ہے۔ کہ خواجہ صاحب کے وجود اور ان پیشگوئیوں کے پورا ہونے میں اتنا ہی بعد ہے جتنا روشنی اور ظلمت میں۔ دن اور رات میں ؛

"پیغام صلح" نے اس بارے میں یہ بھی لکھا ہے۔ کہ

"لنڈن میں انگریزی و عربی میں خطبہ پڑھنا اور سفید پرندے پکڑنے کی پیشگوئی کو بھی میاں صاحب خود خواجہ صاحب پر لگا چکے ہیں"

لیکن یہ بالکل غلط اور جھوٹ ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالےٰ نے کہیں اس پیشگوئی کو خواجہ صاحب پر نہیں لگایا۔ "پیغام" کے پاس اگر اس کا کوئی ثبوت ہے۔ تو پیش کرے۔ ورنہ سمجھ لے۔ کہ اس قسم کی غلط بیانیوں سے خواجہ صاحب کی قسمت میں وہ سعادت نہیں لکھی جا سکتی۔ جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حقیقی جانشین سچے خلیفہ اور اصلی قائم مقام کے لئے مخصوص ہے۔

چھوت چھات اور ہندو دہرم

چھوت چھات ہندو مذہب کا ایک نہایت ضروری اور اہم مسئلہ ہے۔ جس پر ہمیشہ سے ہندو عمل کرتے رہے ہیں۔ اور یہاں تک اس کے پابند ہیں۔ کہ اگر کسی اچھوت کا سایہ بھی پڑ جائے۔ تو نہانا ضروری سمجھتے ہیں۔ جس راستہ پر اچھوت گذر جائے۔ اسے ناپاک قرار دیکر اس پر چلنا پاپ سمجھتے ہیں لیکن آریوں نے جس طرح ہندو مذہب کے دیگر بنیادی مسائل میں ترمیم و تنسیخ اور رد و بدل کرکے ان کی شکل بگاڑ دی ہے اسی طرح وہ چھوت چھات کے مسئلہ کو اڑا دینے پر زور دے رہے ہیں۔ ان کی اس بے جا کوشش کو اصلی ہندو جس نظر سے دیکھتے ہیں۔ اس کا پتہ حسب ذیل الفاظ سے لگ سکتا ہے۔ جو انگریزی اخبار انگلشمین میں ایک معزز اور تعلیم یافتہ ہندو دیوی نے بعنوان "چھوت ہندو دہرم کا بنیادی پتھر ہے" ظاہر کئے ہیں

دیوی مذکور لکھتی ہے :-

"بعض لوگ آج کل اس کوشش میں مصروف ہیں۔ کہ چھوت چھات کو اڑا دیا جائے۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے۔ کہ اچھوت ہندو دہرم کا ایک سراپ ہے۔ یا یہ کہ اعلیٰ ذات کے ہندوؤں کو از روئے دھرم یہ حق حاصل ہے۔ کہ وہ چھوت چھات سے کام لیں۔ یہ سوال نہایت مہتم بالشان سوال ہے۔ اور کوئی سیاسی کنجی اسکو کھول نہیں سکتی۔ ہندو دہرم ایک ایسی عمارت ہے۔ کہ چھوت چھات اسکا بنیادی پتھر ہے۔ ہندو دہرم چھوت چھات کے بدون محض کھوکھلا سا مذہب رہ جاتا ہے" (سیاست ۶ جولائی)

ان الفاظ سے ظاہر ہے۔ کہ آریہ جس بات کو ہندو مذہب کی زندگی کا باعث قرار دیکر اس پر اتنا زور دے رہے ہیں۔ وہ اصل ہندوؤں کے نزدیک اس مذہب کی تباہی کا باعث ہے۔ اور اس وجہ سے اگر ہندو آریوں کو ہندو دھرم کے تباہ کرنے والے قرار دیں۔ تو بالکل حق بجانب ہیں ؛

غیر مبایعین کے نزدیک روئے زمین پر کوئی مسلمان نہیں

غیر مبایعین بخیال خویش ہمارے خلاف سب سے زیادہ زبردست جو اعتراض پیش کیا کرتے ہیں۔ وہ یہ ہے۔ کہ ہم حضرت مرزا صاحب کے ماننے والوں کے سوا کسی کو مسلمان نہیں سمجھتے۔ اگرچہ یہ فیصلہ ہمارا نہیں۔ بلکہ اسی انسان کا ہے۔ جو خدا تعالےٰ کی طرف سے دنیا کے لئے حکم اور عدل ہو کر آیا لیکن چونکہ عوام الناس اس بات سے ہمارے خلاف مشتعل ہو سکتے ہیں۔ اسلئے غیر مبایعین اس پر بہت زور دیا کرتے ہیں۔ اور اس کے مقابلہ میں اپنا یہ عقیدہ بیان کرتے ہیں۔ کہ ہم کسی کلمہ گو کو کافر نہیں کہتے۔ ہر ایک وہ شخص جو کلمہ پڑھتا ہے۔ مسلمان ہے۔ ہاں جو دوسرے مسلمان کو کافر کہتا ہے۔ وہ خود کافر ہو جاتا ہے۔ یہ اینچ پینچ وہ اسلئے کیا کرتے ہیں۔ کہ اگر ایک طرف عام مسلمانوں سے کاسہ گدائی بھروا سکیں۔ تو دوسری طرف جماعت احمدیہ سے عوام کو یہ کہکر متنفر کر دیں۔ کہ یہ چند لاکھ احمدیوں کے سوا باقی سب دنیا کے مسلمانوں کو کافر سمجھتے ہیں۔ لیکن اب ان دونوں باتوں میں ناکامی اور نامرادی دیکھکر وہ اپنا رنگ بدل رہے ہیں۔ کیونکہ مسلمان بجائے اس کے کہ ان کی طرف مائل ہوتے انہیں منافق طبع اور چالباز سمجھکر دھتکار رہے ہیں اور وہ روئے زمین کے تمام کلمہ پڑھنے والوں کو کافر قرار دے رہے ہیں چنانچہ "پیغام صلح" (۲۳ر جولائی) مسلمانوں کو مخاطب کرکے لکھتا ہے

"کیا مولوی صاحبان کے فتووں کے بعد کسی شہر کے مسلمانوں میں ایمان باقی بھی ہے۔ جو اسکے خراب ہونیکی نوبت آئے۔ ہم تو یہی سمجھے ہوئے تھے۔ کہ باہمی تکفیر کے فتووں نے روئے زمین پر کسی کو مسلمان باقی نہیں رہنے دیا"

چلو چھٹی ہوئی۔ پہلے تو یہ کہا جاتا تھا۔ کہ چند لاکھ انسانوں کے سوا ہم سب کو کافر سمجھتے ہیں۔ لیکن اب یہ حالت ہے۔ کہ تمام روئے زمین پر کسی کو بھی مسلمان نہیں سمجھتے۔ جن لوگوں کا یہ عقیدہ ہو۔ جو بحالت اضطرار ظاہر ہو گیا۔ انہیں یہ کہتے ہوئے شرمانا چاہیئے۔ کہ ہمارے نزدیک سب کلمہ گو مسلمان ہیں۔ آخر یہ منافقت کب تک ساتھ دیگی ؛

مکتوبات امام علیہ السلام

چند سوالات کے جواب

ایک معزز اور تعلیم یافتہ صاحب نے چند سوالات حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں بھیجے تھے جن کے حضور نے حسب ذیل جواب لکھائے۔

مدعی نبوت کی کسی ایک پیشگوئی کا جھوٹا نکلنا

سوال :- اگر کوئی شخص مدعی نبوت ہو کر ایک پیشگوئی کرے۔ اور وہ صاف طور سے غلط نکلے۔ تو یہ امر اس کے جھوٹے ثابت ہونے کے لئے کافی ہے یا نہیں؟ اگر نہیں تو کیوں؟

جواب - اگر کسی نبی نے ایک ہی پیشگوئی کی ہو۔ اور وہ غلط نکلی ہو۔ اور ہمارے لئے اور کوئی ذریعہ نہ ہو۔ جس سے ہم یہ پتہ لگا سکیں۔ کہ اجتہادی غلطی ہوئی ہے۔ یا قوانین مقررہ کے ماتحت اس میں کوئی تبدیلی ہوئی ہے تو بے شک ہم یہ کہیں گے۔ کہ اس شخص کی سچائی کا ہمارے پاس کوئی ثبوت نہیں ہے۔ لیکن اگر اس نے اور بھی بہت ساری پیشگوئیاں کی ہوں۔ اور انہیں سے اکثر حصہ پورا ہو چکا ہو۔ اور بعض پیشگوئیاں ایسی ہوں جو قیاس کے ساتھ قطعاً دریافت ہی کی جا سکیں۔ تو پھر ہم کہیں گے۔ کہ اس پیشگوئی کی نسبت جو ہمارے نزدیک پوری نہیں ہوئی۔ یہ کہنا درست نہیں ہوگا۔ کہ وہ جھوٹی نکلی۔ بلکہ ہم اس کی نسبت یہ کہہ سکتے ہیں کہ یہ ہماری سمجھ میں نہیں آئی۔ جس طرح ایک ادیب کے کلام میں اگر بعض باتیں ایسی آتی ہیں۔ جو بظاہر نظر میں سقیم ہوتی ہیں۔ تو یہ نہیں کہا جا سکتا۔ کہ اس ادیب نے غلطی کی۔ بلکہ یہ سمجھا جاتا ہے۔ کہ ہمیں چونکہ وہ مہارت زبان کے متعلق نہیں ہے۔ جو اسے ہے۔ اس لئے ہمارے محدود علم کی وجہ سے ہماری سمجھ میں وہ بات نہیں آتی۔ آپ انگریزی تعلیم یافتہ ہیں شکسپیر کو انگریز لوگ قریباً قریباً نبی کے برابر سمجھتے ہیں مگر بعض خبطی دنیا میں ایسے بھی گذرے ہیں۔ جو اس کی لٹریری غلطیاں نکالتے ہیں۔ مگر باوجود ان کی کوششوں کے شکسپیر کی عزت اور احترام میں فرق نہیں آتا۔ اس لئے کہ اس کی مہارت فن دیکھنے کے بعد بعض باتیں اگر اس کے کلام کی سمجھ میں نہیں آتیں۔ تو اس کو زمانہ کے حالات کی تبدیلی اور حالات کے تغیر کی طرف منسوب کر لیا جاتا ہے یہ بات نہیں سمجھی جاتی۔ کہ شکسپیر نے غلطی کی۔ حالانکہ شکسپیر سے غلطی کا امکان ہے۔ مگر ایک شخص جو بہت سی پیشگوئیوں کے ذریعہ سے قطعی اور یقینی طور سے یہ ثابت کر دیتا ہے کہ اس کا خدا کے ساتھ تعلق ہے۔ اور اس کے علاوہ علمی اور عقلی دلائل اپنے پاس رکھتا ہے۔ اگر اس کی کوئی پیشگوئی ہمارے نزدیک صحیح ثابت نہیں ہوتی۔ تو کس طرح انصاف اور عقل یہ کہنے کی اجازت دیتی ہے کہ اس کی پیشگوئی جھوٹی نکلی۔

پیشگوئی کا ظاہری شکل میں پورا ہونا

سوال :- اگر کوئی پیشگوئی متشابہات میں سے نہیں بلکہ محکمات سے ہو۔ تو اس کا شکل ظاہری پورا ہونا ضروری ہے یا نہیں؟

جواب :- متشابہات صرف یہی مفہوم رکھتے ہیں۔ کہ ایک پیشگوئی اپنے اندر کئی پہلو رکھتی ہے یعنی جو وقت ہم اس کے الفاظ سنتے ہیں۔ تو کئی معنے ہمارے ذہن میں آجاتے ہیں۔ اور محکمات پیشگوئیوں کے یہ معنی ہوتے ہیں کہ وہ اپنے الفاظ میں ایک ہی معنی رکھتی ہیں۔ جو وقت ہم ان کے الفاظ سنتے ہیں تو فوراً ہمارے ذہن میں ایک معنی آجاتے ہیں کہ اس کے نتیجہ میں یہ ہوگا۔ پس محکمات اور متشابہات کا ٹلنے اور نہ ٹلنے سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ محکمات ان پیشگوئیوں کو کہتے ہیں کہ وہ ایسے رنگ میں پوری ہوتی ہیں کہ لوگ اقرار کریں کہ ہاں یہ پوری ہو گئی ہیں۔ اور متشابہات ان کو کہتے ہیں۔ کہ لوگ کہیں کہ اصل میں یہ اس طرز پر پوری ہونی چاہیئے تھی۔ اس طرح پوری نہیں ہوئی پس ان معنوں کے لحاظ سے چونکہ یہ نتیجہ کے ساتھ تعلق رکھتی ہیں اسلئے یہ نہیں کہا جا سکتا کہ آیا محکمات کبھی ٹل سکتی ہیں یا نہیں۔ کیونکہ ماضی کے متعلق ٹلنے کا لفظ نہیں استعمال ہوتا۔ کیونکہ ان معنوں کے رو سے یہ معنی ہونگے کہ وہ پیشگوئیاں جو پوری ہو گئی ہیں۔ وہ ٹل سکتی ہیں یا نہیں۔ ان کے متعلق یہ کہنا عقل کے خلاف ہے۔ سکنا آئندہ کے لئے ہوتا ہے ماضی کے متعلق نہیں ہوتا۔

وعدہ اور وعید

سوال :- اگر ایک ہی امر ایک شخص کے لئے وعدہ اور دوسرے کے لئے وعید ہو تو کیا وعید ٹلنے سے وعدہ بھی ٹل جائیگا۔

جواب :- دنیا میں بیشتر باتیں وہی ہوتی ہیں۔ جو ایک کے لحاظ سے وعدہ ہوتی ہیں۔ اور دوسرے کے لحاظ سے وعید۔ مثلاً جب کسی شخص کو یہ معلوم ہو۔ کہ اس کی اولاد ترقی کر جائیگی۔ تو گویہ اس کے لئے وعدہ ہے۔ لیکن اس کے دشمنوں کے لئے وعید ہے۔ کیونکہ جب اس کا خاندان بڑھیگا تو اسکو غلبہ حاصل ہوگا۔ اور جب کہا جائے۔ کہ تیرے دشمنوں میں سے کوئی مر جائیگا۔ تو گو یہ اس کے دشمنوں کے لئے وعید ہے مگر اس کے لئے یہ وعدہ ہے۔ کیونکہ اس سے اس کی طاقت بڑھیگی۔ پس سب پیشگوئیوں کا ایسا ہی حال ہوتا ہے کہ ایک رنگ میں وعدہ اور ایک رنگ میں وعید ہوتی ہیں۔ اس لئے جب کہا جائیگا کہ وعدہ کی پیشگوئیاں ٹل سکتی ہیں یا نہیں یا وعید کی۔ تو اس سے یہ نسبتی وعدہ اور وعید مد نظر نہیں ہوتے۔ اسوقت وعدہ اور وعید سے خاص مفہوم دنیا میں لانا ہوتا ہے۔ اور وہ یہ مفہوم ہوتا ہے۔ کہ اس پیشگوئی کی اصل غرض کیا ہے۔ اس سے خدا تعالیٰ کے مد نظر وعدہ دلانا ہے یا کسی قوم کو نقصان میں ڈالنا۔ اگر اصل مد نظر کسی قوم کا نقصان ہو۔ تو یہ وعید کہلائیگی۔ گو اس کے دشمنوں کو اس سے فائدہ ہی پہنچے۔ اور اگر اصل غرض اس پیشگوئی سے کسی شخص کو کوئی فائدہ پہنچانا ہو۔ تو وہ وعدہ کہلائیگی۔ گو اس کے دشمنوں کو اس سے تکلیف پہنچے۔ پس اگر اصل غرض اس کی کوئی خاص نفع یا فائدہ پہنچانا ہوگی تو وہ وعدہ کہلائیگی۔ اور وہ نہیں ٹلیگی۔ اور اگر اصل غرض اس کی کسی کو نقصان یا کسی کو سزا دینا ہوگی یا کسی کو ذلیل کرنا ہوگا تو پھر وعید کی پیشگوئی کہلائیگی۔ خواہ اس سے پیشگوئی کرنے والے یا بعض اور لوگوں کو فائدہ ہی ہو۔ اور وہ ٹل سکیگی۔

محمدی بیگم والی پیشگوئی

سوال :- جناب مرزا صاحب کی پیشگوئی مرزا احمد بیگ کی لڑکی کے متعلق مجھے جہاں تک معلوم ہے یہ تھی کہ خدا نے ان سے وعدہ کیا کہ احمد بیگ کی لڑکی تیرے نکاح میں آئیگی۔ یہ تجھ سے خدا کا وعدہ ہے جو سچ ہے۔ اور اگر اس کام میں کوئی روکاوٹ ہوگی تو وہ دور ہو جائیگی۔ اور بہرحال وہ لڑکی تیرے پاس آئیگی خواہ باکرہ ہونے کی حالت میں۔ یا بیوہ ہونے کی حالت میں۔ اور لوگ مخالفت کرینگے کہ یہ نہ ہو۔ مگر ایسا ہی ہوگا۔ خدا کا یہ وعدہ کس شکل میں پورا ہوا۔

جواب :- جو کچھ آپ نے پیشگوئی کو سمجھا ہے وہ غلط سمجھا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا کوئی وعدہ نہیں تھا کہ وہ لڑکی آپ کے نکاح میں آئیگی پھر ہرگز یہ نہیں بتایا گیا کہ کوئی روک ڈالیگا تو وہ دور کیا جائیگا۔ بلکہ یہ پیشگوئی ایک وعید کے طور پر تھی۔ اور یہ نکاح لڑکی والوں کیلئے بطور سزا تھا۔ اصل بات یہ تھی کہ لڑکی کے رشتہ داروں نے جب اپنے کسی دنیوی فائدہ کیلئے آپ سے درخواست کی تو ان کی دینی حالت اچھی نہ تھی۔ اور وہ دین اسلام اور اللہ تعالیٰ سے بے بہرہ اور بے تعلق تھے۔ حضرت صاحب کے دل میں یہ خیال پیدا ہوا کہ اگر ان لوگوں سے نکاح کے ساتھ رشتہ داری ہو جائے۔ تو شاید اس کی وجہ سے ان کی اصلاح ہو جائے۔ اسلئے حضرت صاحب نے ان سے اس رشتہ کی درخواست کی۔ اور کہا کہ اگر نکاح کر دو۔ تو تمہاری دنیوی ضرورت پوری کر دی جائیگی انہوں نے اس پر یہ جواب دیا کہ یہ تو تمہاری بھانجی ہے اس لئے شادی جائز نہیں ہمارے ملک میں لوگ ہندوؤں کے ساتھ تعلق کی وجہ سے بعض رشتوں کو جو اسلام میں جائز ہیں۔ ناجائز خیال کرنے لگ گئے ہیں بعض علاقوں میں تو بالکل ہندوؤں کی طرح قریبی رشتہ داروں میں شادی اگر ...

اور بعض خاندانوں میں برابر کا رشتہ تو کرتے ہیں۔ اوپر نیچے کا رشتہ نہیں کرتے۔ چچے کی بیٹی سے تو کر لیتے ہیں۔ لیکن اس کی بیٹی ہو تو نہیں کرتے۔ ہمارے خاندان میں بھی اسی وجہ سے ان لوگوں نے اس کو ناپسند کیا۔ حضرت مسیح موعود نے جب ان کو سمجھایا۔ کہ یہ طریق تو اسلام کے خلاف ہے۔ اور ہندوؤں کی اتباع ہے۔ دیکھو رسول اللہ صلعم نے بھی ایسے رشتے کئے ہیں۔ تو وہی جو اس لڑکی کے قریبی رشتہ داروں نے جن کے ہاتھ میں اس کا عقد تھا۔ کہا کہ پھر رسول اللہ نے بھی اپنی بہن سے شادی کی۔ گو چچے کی بیٹی یا پھوپھی کی بیٹی سے شادی کرنا رواج کے خلاف نہیں تھا۔ لیکن چونکہ اس کی حالت شامل نہیں تھی۔ اسنے یہ نہ دیکھا۔ کہ میں کیا کہتا ہوں۔ اس بات کو حضرت صاحب نے بہت ناپسند کیا۔ اور فرمایا تم نے رسول اللہ کی ہتک کی ہے۔ ہمارا تم سے تعلق نہیں۔ اس واقعہ کے بعد بطور الہام آپ کو بتایا گیا۔ کہ انکی نجات کا ذریعہ ایک ہی ہے۔ کہ اس سزا میں اس لڑکی کا رشتہ کر دیں۔ یہ الہام سزا کے طور پر تھا۔ درخواست نکاح الہام کے ماتحت نہیں کی گئی تھی۔ بلکہ الہام سے پہلے کی گئی تھی۔ پس اس الہام میں نکاح کا ہونا بطور سزا کے تھا۔ نہ کہ بطور وعدہ۔ اس لڑکی میں نہ کوئی ایسی خصوصیت تھی جس کی وجہ سے وہ انعام سمجھا جاتا۔ نہ دینی پہلو سے نہ دنیوی پہلو سے۔ اور یہ ان لوگوں کے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی گستاخی کرنیکے بعد حضرت صاحب کو الہام ہوا۔ پس یہ وعدہ نہیں تھا وعید تھا۔ اور شادی کا ذکر محض اسلئے آیا کہ انہوں نے شادی کی وجہ سے اعتراض کیا تھا۔

سوال۔ محمدی بیگم کا نکاح مرزا صاحب کے ساتھ اسکے خاندان کیلئے رحمت تھا یا عذاب؟ اگر رحمت تھا جیسا کہ یقینی ہونا چاہیئے۔ تو پھر ان لوگوں کے توبہ کرنے سے رحمت کا ٹلجانا کیا معنی؟

جواب۔ اسوجہ سے عذاب تھا۔ کہ وہ بطور سزا کے نازل ہوا تھا۔ اور پھر اسوجہ سے عذاب تھا۔ کہ بعد میں اس لڑکی کی شادی ہو گی۔ اور وہ توبہ شادی کے بعد کی تھی۔ اور شادی سوائے بیوہ ہونے کے نہیں ہو سکتی۔ پس یہ رحمت نہیں عذاب تھا۔

سوال۔ محمدی بیگم کو خدا تعالیٰ کی جو وعید دی گئی۔ وہ ایمان لانے کیساتھ مشروط تھی یا محمدی بیگم کا نکاح کر دینے کے ساتھ یا صرف مرزا صاحب کی مخالفت سے باز آجانے کیساتھ۔ اگر اول الذکر امر کے ساتھ مشروط تھی۔ تو ظاہر ہے۔ کہ اسکو ان لوگوں نے پورا نہیں کیا۔ اور اگر آخرالذکر دو امور کے ساتھ تھی تو اس کا کیا ثبوت ہے۔ اور مرزا صاحب کس الہامی جملے سے معلوم ہوتا ہے۔ اور تب پھر نکاح کی پیشین گوئی کی کیا ضرورت تھی؟

جواب۔ پہلے جو بیان ہو چکا ہے۔ اس میں یہ بات آچکی ہے۔ اب وہ لوگ جنکے حقیقی رشتہ دار ہیں۔ یعنی بہنیں اور والدہ اور دوسرے رشتہ داران عقائد سے بیزار اور خلاف ہو کر احمدی بن کر یہ ثابت کر چکے ہیں کہ پیشگوئی کی جو غرض تھی وہ پوری ہو گئی۔

وال۔ مولوی محمد علی صاحب مونگھیری نے جو پرائیویٹ خطوط جناب بر ڈسنا کی اپنی کتاب فیصلہ آسمانی میں شائع کئے ہیں۔ وہ صحیح ہیں یا غلط؟

جہلم میں جناب ڈاکٹر مفتی محمد صادق صاحب کا لیکچر

مورخہ ۸ ر جولائی کو ہماری استدعا کے مطابق ہمارے مکرم و محترم جناب ڈاکٹر مفتی محمد صادق صاحب پشاور سے تشریف لاتے ہوئے صبح نو بجے کے قریب یہاں اترے۔ جماعت کے بہت سے احباب اسٹیشن پر موجود تھے اظہار اخلاص کے لئے ڈاکٹر صاحب کو ہار پہنائے گئے۔ اور موٹر پر سوار کر کے بڑے بازار سے ہوتے ہوئے اپنی مسجد کے قریب جائے قیام پر پہنچایا۔ آپ کا لیکچر شام کے چھ بجے کے قریب بمقام جوبلی گھاٹ جو کہ عین دریا کے کنارے واقع ہے ہونا قرار پایا۔ جس کی اطلاع بذریعہ اشتہار اردو و انگریزی تمام شہر میں کر دی گئی۔

اہالیان شہر جہلم اس اسلامی پہلوان کے دیکھنے اور عیسائیت کے مقابلہ میں ان کی معرکہ آرائیوں کے حالات سننے کے بے حد مشتاق تھے۔ اس لئے لیکچر کا موضوع یہ قرار پایا۔ کہ ڈاکٹر صاحب موصوف نے بلاد غربیہ میں کس طرح اپنے پیارے اسلام کی خاطر سات سال گذار کر اس کفرستان میں اسلامی توحید کا جھنڈا گاڑا۔

وقت مقررہ سے قبل ہی لوگ جمع ہونے شروع ہو گئے سامعین میں مختلف مذاہب اور مختلف مذاق کے لوگ موجود تھے۔ جلسہ کے صدر جناب چوہدری فیروزالدین صاحب۔ بی۔ اے۔ ایل۔ ایل۔ بی وکیل جنہیں جہلم کے مسلمانوں میں خاص امتیاز حاصل ہے۔ مقرر ہوئے۔ جلسہ کی کارروائی تلاوت قرآن شریف سے شروع کی گئی۔ جس کے بعد ہمارے ایک دوست نے اپنے وجد آمیز لحن میں نعت شریف پڑھی۔ بعدہٗ مکرم مفتی صاحب تقریر کے لئے کھڑے ہوئے۔ جسے مختصراً درج ذیل کیا جاتا ہے۔

مفتی صاحب نے فرمایا۔ جو کامیابی اللہ تعالیٰ نے اپنے سچے دین اسلام کو بلاد غربیہ میں عطا کی ہے۔ وہ پہلے سے ہی مقدر تھی۔ کیونکہ ہمارے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم آج سے تیرہ سو سال پہلے اس کی خبر دے چکے ہیں۔ کہ آخیر زمانہ میں سورج مغرب کی طرف سے طلوع کرے گا۔ جس سے شمس الاسلام کا بلاد غربیہ سے طلوع ہونا مراد ہے۔ ورنہ ہماری کمزور تر بیدار اور بے سروسامان ہستی اہل مغرب کے مقابلہ کی جو تمام دنیاوی علوم و فنون میں کمال کو پہونچ چکے ہیں تاب نہیں رکھتی اسلام کے زندہ اور عالمگیر مذہب ہونے کا یہی ایک بہت بڑا ثبوت ہے۔ کہ وہ مغربی دنیا جسے کوئی دنیاوی طاقت اور جاہ و حشم مطلقاً زیر نہیں کر سکتی۔ آج اسلامی اصول کے سامنے سر تسلیم خم کر رہی ہے۔ یورپ و امریکہ کے لوگ صحیح اور فطرتی مذہب کے متلاشی اور پیاسے معلوم ہوتے ہیں۔ اور مقلب القلوب خدا اپنے فرشتوں کے ذریعے ان کے دلوں کو مائل بہ اسلام کر رہا ہے۔ ہم مانتے ہیں۔ کہ تمام مذاہب کی کتب مقدسہ خداوند تعالیٰ کی طرف سے نازل شدہ ہیں۔ لیکن وہ اپنے عہد حکومت کو ختم کر چکی ہیں۔ اور اب تمام زمانوں کے لئے واجب العمل قانون صرف وہی ہے۔ جو قرآن کریم پیش کرتا ہے۔ یہ دعوے مع دلیل قرآن کریم کی آیت اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ میں ہے آپ دنیا کے کسی گوشے میں جاویں۔ اور کسی ملک کی سیر کریں وہاں کے مسلمانوں کے پاس بھی یہی تیس ۳۰ پارہ کا قرآن پائینگے اسلام کے مختلف فرقے گو آپس میں ہزارہا اختلاف رکھتے ہوں۔ لیکن یہی تیس پارہ کا قرآن واجب العمل قرار دیتے ہیں۔ برخلاف اس کے ہم انجیل کو دیکھتے ہیں۔ تو وہ آئے دن محرف و مبدل ہوتی رہتی ہے۔ اور ایسا ہونا لازمی ہے کیونکہ اس کے متعلق بھی قرآن پاک کی آیت يُحَرِّفُوْنَ الْكَلِمَ عَنْ مَّوَاضِعِهٖ میں پیشگوئی موجود ہے۔ عیسائی لوگ اپنے اس فعل سے قرآن کریم کی صداقت پر مہر لگاتے ہیں۔

دنیا میں مختلف مذاہب ہیں۔ اور ان کے پیرو بھی موجود ہیں۔ لیکن آج اگر کوئی دین مختلف حالات میں عملی مذہب ہونے کا دعویٰ کر سکتا ہے۔ تو وہ محض دین اسلام ہے۔ اللہ تعالیٰ کے کام پر حکمت ہوتے ہیں۔ آج کل ہمارا ملک ہندوستان تمام مذاہب کی نمائش گاہ بنا ہوا ہے۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے اس زمانہ کے نبی اور مامور کو اسی سرزمین میں مبعوث کیا۔ تاکہ وہ مذاہب مختلفہ کے مقابل میں دین اسلام کا غلبہ ثابت کرے۔ کوئی مذہب سوائے اسلام کے عملی رنگ میں اس امر کا ثبوت نہیں دے سکتا۔ کہ اس کا پیرو تمام مدارج حاصل کرتا ہوا اللہ تعالیٰ کی معرفت پا کر اس سے کلام کر سکتا ہے۔ ہمارے سید و مولا محمد مصطفےٰ نہ صرف نبی ہیں۔ بلکہ سید الانبیاء ہیں۔ اور آپ کی پیروی سے انسان روحانیت کے اعلےٰ سے اعلےٰ کمال کو حاصل کر سکتا ہے یہی زندہ مذہب کا نشان ہے۔ جن ایام میں میں انگلستان میں تھا۔ اور مجھے حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ کا تار ملا۔ کہ تم فوراً امریکہ برائے تبلیغ چلے جاؤ۔ تو میں نے سنت رسول کے مطابق استخارہ کیا۔ اور خواب میں دیکھا کہ میں امریکہ میں ہوں۔ اور ایک ہال میں کھڑا ہو کر لیکچر دے رہا ہوں۔ تقریر ختم ہونے کے بعد تمام سامعین چلے گئے لیکن ایک نوجوان عورت ایک کونہ میں بیٹھی رہ گئی۔ میں نے اس سے سوال کیا۔ کہ میں لیکچر تو ختم کر چکا ہوں۔ تو کس انتظار

ہیں ہے۔ کہنے لگی۔ میں آپ کا لیکچر سنکر آپ کے مذہب کو پسند کرتی ہوں۔ کیا آپ مجھے اپنے دین میں داخل کر سکتے ہیں میں نے اسے مسلمان کیا۔ اور خواب میں ہی اس کا نام فاطمہ مصطفےٰ رکھا۔ اس خواب نے میرا حوصلہ بڑھایا۔ اور میں امریکا روانہ ہو گیا۔ جب جہاز کنارہ لگا۔ تو حسب دستور مجھے ڈاکٹری معائنے کے لئے حاضر ہونا پڑا۔ مجھے پاس کر دیا گیا۔ اس کے بعد افسران داخلہ نے مجھے اس وجہ سے روک دیا۔ کہ میں ایک مسلمان ہوں اور تبلیغ مذہب کے لئے آیا ہوں۔ اور تعدد ازدواج کے جواز کو تسلیم کرتا ہوں۔ مجھے ایک وسیع مکان کے اندر بند کیا گیا۔ جہاں اور بھی مختلف ملکوں کے لوگ بند تھے۔ مجھے واپس چلا جانے کو کہا گیا۔ لیکن میں نے انکار کر دیا۔ میری اپیل افسران بالا کے پاس بھیجی گئی۔ اس نظر بندی کے ایام میں اللہ تعالےٰ نے مجھ کو پندرہ نو مسلم عطا کئے۔ اور بالآخر مجھے نجات ہونے لگی۔ وہاں کا انسپکٹر گھبرایا۔ اور تبلیغ کرنے سے منع کر کے میرا معاملہ جلد فیصلہ ہونے کے لئے افسر بالا کو تار دی۔ اور سفارش بھی کی۔ اللہ تعالےٰ نے جیسا کہ مجھے خواب میں دکھایا تھا۔ مجھے اجازت دلوا دی۔ اور میں ملک میں داخل ہوا۔ پہلے پہل شکاگو پہنچا۔ وہاں مکان کا ایک حصہ کرایہ پر لیا۔ اور سلسلہ تبلیغ شروع کیا۔ اللہ تعالےٰ نے میری خواب کو پورا کیا۔ اور میں نے اسی طرح ایک نوجوان عورت کو ہال کے کونے میں دیکھا۔ اسے مسلمان کیا۔ اور وہی نام فاطمہ مصطفےٰ اسے دیا۔ وہ ابھی تک زندہ ہے۔ اور پابند اسلام ہے۔ اسی طرح مولا کریم نے محض اپنے فضل و کرم سے ایک کثیر جماعت نو مسلموں کی پیدا کر دی۔ یہاں تک کہ انہوں نے سترہ ہزار روپیہ جمع کر کے ایک مسجد تیار کی۔ اور اپنے اخلاص کا ثبوت دیا۔

ایک اور واقعہ یاد آ گیا۔ ایک روز میں ایک کوچہ سے گذر رہا تھا۔ پیچھے سے ایک لڑکی دوڑتی ہوئی آئی۔ اور کہنے لگی۔ کہ میری دادی آپ کو بلا رہی ہے۔ میں اسکے ساتھ چلا گیا۔ جب مکان پر پہنچا۔ تو ایک بوڑھی عورت کو اپنے اہل خانہ کے کمرہ میں بیٹھا ہوا پایا۔ کہنے لگی۔ میں سچے مذہب کے لئے تڑپ رہی تھی۔ اور دعائیں کرتی تھی۔ آج سے دو سال قبل میں نے خواب میں آپ جیسی شکل و صورت کا شخص اپنے مکان کے پاس کسی کوچہ سے گذرتا ہوا دیکھا۔ مجھے کہا گیا۔ کہ اس شخص کا مذہب سچا ہے۔ چنانچہ میں ہر روز اپنی کھڑکی سے دیکھتی رہی۔ اور میں مایوس ہونے کو تھی۔ کہ آج میں نے آپ کو گذرتے دیکھکر اپنی خواب کا پورا ہونا تسلیم کر لیا۔ آپ کا جو بھی مذہب ہو۔ مجھے اپنے ساتھ شامل کیجئے۔ میں نے اسے کلمہ پڑھا کر مسلمان کیا۔

اسی طرح ایک دفعہ میں ایک گاؤں میں گیا۔ علاقہ پہاڑی تھا۔ پہاڑ سے اتر رہا تھا۔ اس کے دامن میں ایک گرجا تھا۔ میں نے اپنا لباس پگڑی اور جبہ وغیرہ پہنا ہوا تھا۔ اتنے میں ایک لڑکی جو گرجا کے باہر کھڑی تھی مجھے دیکھکر بھاگتی ہوئی اندر گئی۔ اور اپنے باپ پادری کو دامن سے پکڑے باہر لے آئی۔ اس کے باپ نے مجھے بلایا۔ اور کہنے لگا۔ کہ میری لڑکی آپ کو دیکھکر اندر گئی۔ اور مجھے کہنے لگی۔ کہ جس یسوع کا تم ہر روز وعظ کیا کرتے ہو۔ وہ آج اس پہاڑ سے اتر رہا ہے۔ میں نے کہا۔ میں تو مسیح نہیں ہوں۔ مجھے ایک مسیح کے دامن سے وابستگی ضرور ہے۔ جس نے البتہ مجھے اس رنگ میں رنگین کر دیا ہے اور تعجب نہیں کہ [illegible] نقل نظر آتی ہو۔

بہر کیف اہل یورپ اور امریکہ میں اس وقت ایک سچے اور فطرتی مذہب کی تلاش کے لئے ایک بے قراری پائی جاتی ہے۔ اور یہ امر بعید از قیاس نہیں۔ کہ اگر مسلمان ان کے سامنے اسلام کی صحیح تصویر پیش کریں۔ تو وہ تمام ممالک اسلام کے جھنڈے کے نیچے آ جائیں۔ اس وقت خدائی طاقتیں کام میں مصروف ہیں۔ اور شمس الاسلام ان ممالک پر طلوع کر چکا ہے۔ امریکہ میں ہماری دو مساجد بن چکی ہیں اور ایک انگریزی رسالہ بھی جاری ہے۔ جس کا نام مسلم سن رائز رکھا گیا ہے۔

وقت کی تنگی کے سبب فاضل ڈاکٹر صاحب نے اپنی تقریر کو یہیں ختم کیا۔ اور جناب صدر صاحب کے شکریہ کے بعد جلسہ برخاست ہوا۔

خاکسار:۔ عبد المجید احمدی سکرٹری احمدیہ ینگ مین ایسوسی ایشن۔ جہلم

وی پی آتے ہیں

جن احباب کی قیمت الفضل ماہ جولائی میں ختم ہوئی ہے یا دس اگست تک۔ ان کے نام اگست کے پہلے ہفتے میں وی پی ہو گئے۔ امید ہے [illegible] خریداری جاری رکھیں گے۔ اس مہینے میں خلاف توقع بہت سے وی پی انکار ہو کر آئے ہیں جن سے خریداروں کی تعداد میں بہت کمی ہو گئی ہے۔ [illegible] توسیع اشاعت کی ضرورت ہے۔ وی پی انکار کرنے والوں کا اخبار تا وصولی امانت میں رہے گا۔ (مینیجر الفضل قادیان)

وکلاء خریداران الفضل کو اطلاع ہو

سب اپنے اپنے ذمے کا چندہ الفضل ادا فرمائیں۔ اور آئندہ ہر ہفتہ دار منگل۔ جمعرات ہفتہ میں تین بار ۴ بجے عصر کے بعد اخبار

(بقیہ صفحہ ۲ کالم ۳)

جہاز کے چلنے میں ابھی کچھ دیر تھی۔ حضور جہاز سے نیچے خدام کے مجمع میں کھڑے رہے۔ اسی اثنا میں تمام سامان جہاز پر چڑھا دیا گیا۔ حضور نے ایک طویل دعا کے بعد سب کے ساتھ مصافحہ کیا۔ احباب نے پھر پھولوں کے ہار پہنائے۔ چونکہ جہاز کی روانگی کا وقت قریب تھا۔ اسلئے حضور نے سیڑھی پر چڑھنا شروع کیا۔ اس وقت کا نظارہ ایسا تھا۔ کہ قلم اسکے بیان سے قاصر ہے۔ حضور سیڑھی پر سے آہستہ آہستہ چڑھتے جاتے تھے۔ اور تمام خدام کیساتھ جو سیڑھی کے نیچے کھڑے تھے۔ دوبارہ مصافحہ کرتے جاتے تھے۔ سب کے دل اسوقت نہایت بے چین تھے۔ اور اکثر حصہ اپنے پیارے آقا کے کچھ عرصہ کیلئے جدا ہونے کے غم کے آنسو بہا رہا تھا۔ حضور کی بھی آنکھیں [illegible] خدام کی جدائی کے خیال سے پرنم تھیں۔ جب تمام لوگ دوبارہ مصافحہ کر چکے۔ تو حضور تختۂ جہاز پر جا کر کھڑے ہو گئے نیچے تمام فدا کاران حضور کے چہرے کی طرف ٹکٹکی لگائے کھڑے تھے اور اکثر رو رہے تھے۔ کہ اتنے میں جہاز کا پہلا بگل ہوا۔ حضور جوش محبت میں پھر دوبارہ سیڑھیوں پر بڑی تیزی سے تشریف لائے۔ اور لوگوں نے پھر حضور سے مصافحہ کرنا شروع کر دیا۔ جب تمام لوگ پھر مصافحہ سے فارغ ہو گئے۔ تو حضور نے تختۂ جہاز پر کھڑے ہو کر دوبارہ ایک لمبی دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے۔ اسوقت بہت لوگوں کی جوش رقت سے چیخیں نکل گئیں۔ اس پر درد نظارہ کو بہت سے انگریز، لیڈیاں، دیگر مسافر اور ملازمین جہاز بڑی حیرت کے ساتھ دیکھ رہے تھے۔ اسی دوران میں جہاز کے افسر نے اپنے ایک چھوٹے سے کیمرے کے ذریعہ حضور کا فوٹو بھی لیا۔

اب جہاز نے [illegible] چاروں طرف پھر کر جہاز کے اوپر گھنٹہ بجایا۔ اور دوسرا بگل ہوا۔ سیڑھی اتار لی گئی۔ لنگر اٹھا لئے گئے۔ اور جدائی کی آخری گھڑیاں حسرت زدہ آنکھوں کے سامنے پھرنے لگیں۔ آخری بگل ہوا۔ اور جہاز نے نہایت سست رفتار کے ساتھ خراماں خراماں چلنا شروع کیا۔ اسوقت حضور تختۂ جہاز پر کھڑے اپنے خدام کی طرف دیکھتے اور دعا کرتے رہے۔ آہستہ آہستہ جب وہ حصہ جہاں پر حضور کھڑے تھے۔ ہم سے اوجھل ہونے لگا۔ تو حضور نہایت تیزی اور اسی جوش محبت کے ساتھ جو ایک نہایت مہربان اور مشفق والد کو اپنے عزیز بچوں کی جدائی پر ہوتا ہے جہاز کے اس حصہ کی طرف گئے۔ جو خدام سے قریب تھا۔ آہستہ آہستہ جب یہ بھی دور ہونے لگا۔ تو حضور نہایت سرعت کے ساتھ اس حصہ کی طرف بڑھے جو پہلے حصہ کی نسبت کچھ کم فاصلے پر تھا۔ غرضکہ حضور نے جہاز کے دونوں کونوں [illegible] کھڑے ہوئے نظر آتے رہے۔ جبتک کہ جہاز تیز ہو کر اتنی دور نہ نکل گیا۔ کہ حضور کا جسم مبارک ہم سب کی نظروں سے اوجھل ہو گیا۔ اسوقت کے پر درد نظارہ اور حضور کے بار بار دوڑ کر اپنے خادموں کے زیادہ نزدیک ہو کر دیکھنے کی خواہش سے پتہ لگتا تھا۔ کہ ایک روحانی باپ کو اپنے مریدوں کے ساتھ کسقدر محبت ہوتی ہے۔ اور وہ اس قدر الفت و پیار اپنے دل میں رکھتا ہے۔ کہ جسکے مقابلہ میں جسمانی والدین کی محبت بالکل ہیچ اور ادنیٰ ہے۔

جہاز کے روانہ ہو جانے کے بعد تمام احباب نہایت افسردگی کی حالت

اشتہارات

لوگ موتیوں کے سرمہ کے دلدادہ ہیں

اسلئے کہ ضعف بصر۔ ککرے۔ خارش چشم۔ جلن۔ پھولا۔ جالا۔ پانی بہنا دھند۔ غبار۔ ابتدائی موتیابند۔ غرضکہ آنکھوں کی جملہ بیماریوں کیلئے اکسیر ہے۔ اسکے لگاتار استعمال سے عینک کی حاجت نہیں رہتی۔ قیمت فی تولہ عہ علاوہ محصولڈاک تصدیق کیلئے ایک تازہ شہادت لاحظہ ہو افسر شفاخانہ جات کی شہادت۔ مولانا المکرم میر محمد اسحاق صاحب سابق افسر شفاخانہ جات انگریزی و یونانی قادیان حال سینیر پروفیسر احمدیہ سکول لکھتے ہیں۔ کہ مجھے ککروں کی شکایت مدت سے تھی۔ رات کو کتاب کے مطالعہ سے خارش۔ جلن۔ پانی بہنا یہ عوارض رہا کرتے تھے۔ مکرمی جناب شیخ محمد یوسف صاحب کے سرمہ سے مجھے بہت فائدہ ہوا۔ اللہ تعالٰے شیخ صاحب موصوف کو جزائے خیر عطا فرمائے ملنے کا پتہ منیجر کارخانہ موتیوں کا سرمہ۔ دفتر نور۔ نور بلڈنگ۔ قادیان ضلع گورداسپور

الفضل میں اشتہار دینے کا بہترین موقعہ

الفضل جماعت احمدیہ کا مسلمہ آرگن ہے۔ اسکے فائل محفوظ رکھے جاتے ہیں۔ اگر آپ ایک تعلیم یافتہ جماعت کے پانچ چھ لاکھ افراد تک ایک بات پہنچانا چاہتے ہیں۔ تو اس میں اشتہار دیجئے ٭ (منیجر الفضل)

میدان ارتداد سے تریاق چشم کی تصدیق

مکرمی جناب مرزا حاکم بیگ صاحب۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ آپ کے ایجاد کردہ تریاق چشم کی میں بہت تعریف سنا کرتا تھا۔ مگر جب میں نے اسے خود استعمال کیا۔ تو واقعی یہ اس تعریف سے بھی بالا نکلا۔ میدان ارتداد میں بہت نے اس سے روشنی پائی۔ بہت لوگوں نے آپ کو دعائیں دیں افسوس ہے میں کثرت کار کی وجہ سے ان لوگوں کی تعداد یاد نہیں رکھ سکا۔ تریاق چشم کو میں اپنے جھولے میں رکھتا ہوں۔ سفر میں جس مریض پر [illegible] ہوجاتا ہے۔ ککروں کا تو نام و نشان نہیں رہتا۔ سرخی کٹ جاتی ہے۔ خارش مٹ جاتی ہے۔ آنکھیں ہلکی ہو جاتی ہیں۔ خود میری آنکھیں عرصہ پانچ سال سے سخت خراب تھیں۔ ککروں کا اس قدر زور تھا۔ کہ کارڈ تک نہیں لکھ سکتا تھا اور روشنی کی برداشت نہیں تھی۔ علاج کرا کرا کر تھک گیا تھا آخر سخت مجبور ہو کر جناب ڈاکٹر سید محمد اسماعیل صاحب سے اپریشن کرایا۔ جس سے مجھے فائدہ ہوا۔ مگر اس کے بعد میں نے تریاق چشم کا استعمال شروع کیا۔ جو سونے پر سہاگہ ثابت ہوئی۔ اب میدان ارتداد میں باوجود سخت دھوپ میں سفر کرنیکے آنکھیں تندرست رہتی ہیں۔ بلکہ یہ ککروں کیلئے ایک ہی دوائی ہے کاش کہ دنیا اس عجیب و غریب دوائی سے فائدہ اٹھا کر آپ کی قدر کرے۔ والسلام ٭

خاکسار محمد شفیع اسلم۔ انسپکٹر حلقہ انسداد ارتداد فرخ آباد۔

قیمت پانچروپے فی تولہ محصولڈاک (۷ ر) وغیرہ بذمہ خریدار

المشتہر:۔ میرزا حاکم بیگ احمدی۔ موجد تریاق چشم ڈگری شاہدرہ۔ گجرات۔ پنجاب

سیویاں

ہمارے دس سال سے جاری شدہ مشہور و معروف کارخانہ کی تیار کردہ مضبوط پائیدار نو ایجاد مشین خلاف تحریر ہو تو واپس۔ بچہ چلا سکتا ہے۔ ڈنٹ نکالنا نہیں پڑتا۔ تاجروں کو خاص رعایت [illegible] مختصر۔ مضبوط ایسے جو برسوں [illegible] قیمت مشین لوہا بغیر جالی چھلنی ۲ عدد سوراخ ۹۰ ہے سے [illegible] مشین پیتل معہ جالی۔ پالش شدہ۔ چھلنی دو عدد سوراخ ۱۲۰ سے مشین پیتل پالش شدہ۔ چھلنی ۲ عدد۔ سوراخ ۲۱۲ [illegible]

ملنے کا پتہ

منیجر کارخانہ مشین سیویاں۔ قادیان پنجاب

پاکٹ کلید قرآن بمع لغات القرآن

صرف ونحو

اس کے متعلق پہلے اعلان کیا جا چکا ہے۔ کہ عنقریب شائع ہو جائے گی مگر اب چونکہ اس میں صرف ونحو کا ایسا خلاصہ بھی شامل کیا گیا ہے۔ جو قرآن شریف کے سمجھنے اور حل کرنے کے لئے ضروری ہے۔ اس لئے اس کے شائع ہونے میں ہفتہ عشرہ کا توقف ہو گیا ہے۔ جن احباب کی درخواستیں آچکی ہیں۔ وہ محفوظ موجود ہیں۔ اور دوست جلد سے جلد درخواستیں بھیجدیں۔ یہ پاکٹ کلید ایسی نہیں۔ جسکی کسی کو ضرورت نہ ہو۔ قرآن شریف کے الفاظ کا ترجمہ اور پھر ہر لفظ کے [illegible] اور پھر صرف ونحو۔ ان چیزوں کی ہر ایک احمدی کو ضرورت ہے احباب کو چاہیئے کہ فی الفور منگالیں۔ یہ ایک ضروری اور کار آمد چیز ہے۔ کیونکہ میرے اندازہ کے مطابق یہ جلد سے جلد نایاب ہو جائے گی اور دوستوں کو دوسرے ایڈیشن کے انتظار کی زحمت اٹھانی پڑے گی۔ قیمت پہلے عہ مقرر کی تھی۔ مگر اب صرف ونحو کے حصہ کے بڑھ جانے کے باعث عہر کی ہے ٭ مجلد ہوگی ٭

رپورٹ جلسہ اعظم مذاہب لاہور

مع

تقریر حضرت مسیح موعود علیہ السلام

یہ ایک عظیم الشان معجزہ ہے۔ جو قرآنی پیشگوئی لیظہرہ علی الدین کلہ کے مطابق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ہاتھ پر ظاہر ہوا۔ چنانچہ اس جلسہ اعظم میں صرف حضرت مسیح موعودؑ کا ہی مضمون دیگر تمام مذاہب کے مضامین سے اعلیٰ اور افضل رہا۔ اس امر کی شہادتیں مخالف اخباروں نے بھی دیں۔ شہادتوں پر ہی کیا موقوف ہے۔ اصل موجود ہے۔ یعنی حضرت مسیح موعودؑ کی تقریر کے مقابل دوسری تمام تقریریں اس رپورٹ میں من وعن بمع پریذیڈنٹس ریمارکس کے درج ہیں۔ جنکے مطالعہ سے اس معجزہ کی حقیقت ظاہر ہوتی ہے۔

قیمت بے جلد عہر قیمت مجلد سنہری نام ٭ا

قول الحق

حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہٖ کی وہ تقریر جو اپریل سنہ ۱۹۲۴ء کے جلسہ غیر احمدیان قادیاں کے اعتراضوں کے جواب میں فرمائی گئی۔ اب کتابی صورت میں شائع کی گئی ہے۔ قیمت ۳؎ ایک روپیہ کی ۵ عدد ٭

پتہ

کتاب گھر قادیان

(اشتہارات کی صحت کے ذمہ وار مشتہر ہیں نہ کہ الفضل (ایڈیٹر))

(باہتمام شیخ عبدالرحمٰن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپ کر شائع ہوا)